تعویذات کے متعلق مولانا سخی داد کی کتاب پر ایک نظر

از قلم

مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ

منجانب

النعمان سوشل میڈیا سروسز

تعویذات کے متعلق مولانا سخی داد کی کتاب پر ایک نظر

آغاز سخن

حامدًا و مصلّیًا و مسلّمًا اما بعد :

حضرت مولانا سخی داد خوستی مدظلہ جامعہ خیر المدارس تشریف لائے اور تعویذات کے بارے میں کچھ تبادلہ خیال فرمایا اور آخر میں فرمایا کہ اس بارے میں چند سوالات بھیجوں گا ان کے تحریری جوابات دیں، میں ان جوابات کی روشنی میں اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھوں گا۔ چنانچہ آپ نے اٹھارہ کے قریب سوالات ارسال فرمائے، ان کے مختصر جوابات ۴ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ کو بھیج دیئے گئے۔ اب ۱۰ ذی القعدہ ۱۴۱۸ھ کو حضرت نے اپنی کتاب " تعویذات کے متعلق صاف صاف باتیں" ارسال فرمائی جس کا بہت بہت شکریہ۔ کتاب کا نام پڑھ کر یہی دل میں آیا کہ مسئلہ واقعی صاف فرمادیا ہوگا لیکن کتاب کے مطالعہ کے بعد حضرت سے ہم اس بات پر اتفاق نہ کر سکے۔ خیر ہمارے اتفاق کرنے یا نہ کرنے سے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا، نہ ہی مجھے تعویذوں کا شوق ہے اور نہ ہی میرا یہ کاروبار ہے کہ اس کتاب سے اس میں کوئی فرق آئے گا، البتہ کتاب کے مطالعہ سے ایک بات شدت سے محسوس ہوئی کہ اس دین بیزاری کے دور میں کتنے لوگ بہت سے اچھے اچھے بزرگوں سے بھی بدظن ہو جائیں گے اور دین بیزار لوگوں کو پروپیگنڈے کا ایک بہانہ مل جائے گا کہ دیکھو فلاں بڑے بڑے علماء بھی شرک پھیلاتے رہے اور فلاں بڑے بڑے حضرات اس شرک پر خاموش رہے اور معاذاللہ الساکت عن الحق

شیطان اخرس کا کردار ادا کرتے رہے تو ایسے علماء جن کا اپنا دین ٹھیک نہیں تھا وہ دوسروں کو کب صحیح دین بتائیں گے ؟ اور جب علماء سے ہی بدگمانی ہو گئی پھر یہی بدگمانی نفرت بنے گی اور پھر عداوت تک پہنچے گی اور عوام دین سے بیزار ہوتے جائیں گے اور یہی کہیں گے :

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

علماء حق سے نفرت و عداوت کا کام دین بیزار طبقہ پوری قوت سے کر رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اگر ان دین بیزار لوگوں کا توڑ نہیں کر سکتے تو کم از کم سہارا تو نہ دیں۔

ایک واقعہ :۔

حضرت صاحب السیف مفتی بشیر احمد صاحب پسروری قدس سرہ حضرت سلطان العارفین شیخ التفسیر حضرت اقدس مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ حضرت ہی کے فرمان پر میں نے حضرت شیخ التفسیر رحمہ اللہ سے بیعت کا تعلق جوڑا، اس مناسبت سے حضرت پسروری رحمہ اللہ مجھ پر بہت ہی شفقت فرماتے تھے، کئی سفروں میں حضرت کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا سخی داد مدظلہ العالی نے اس مسئلہ میں جو حق سمجھا وہ صاف صاف بیان فرما دیا، میں مولانا کا یہ مضمون پڑھ رہا تھا اور حضرت پسروری رحمہ اللہ کی شفقتیں یاد آ رہی تھیں، حضرت اقدس لاہوری برد اللہ مضجعہ کی محفلیں یاد آ رہی تھیں، آہ! یہ لوگ دنیا سے چلے گئے اور دنیا اندھیر ہوتی جا رہی ہے۔ ایک مولانا خوستی مدظلہ کا نظریہ ہے، اس کے برعکس حضرت مولانا پسروری رحمہ اللہ نے ایک دن بار بار اصرار فرمایا کہ دو تین اچھے دیندار عامل ہیں جو عالم بھی ہیں، سکول سے چھٹیاں ہو رہی ہیں میں تمہیں ان کے حوالے کر دوں گا، یہ کام سیکھ لو۔ میں نے عرض کیا : حضرت! اس کا کیا فائدہ؟ چونکہ حضرت سے تھوڑی سی بے تکلفی بھی تھی میں نے عرض کیا : حضرت مجھے تو مطالعہ کا شوق ہے، مجھے کوئی نئی کتاب مل

جائے تو میں جب تک اس کا مطالعہ مکمل نہ کر لوں اپنے بیوی بچوں میں نہیں بیٹھ سکتا اور تعویذات کا کام شروع کر دیا تو علاقہ بھر کے مرد و عورتیں آئیں گے، میں مطالعہ کس طرح کر سکوں گا؟ فرمایا: یہ تو میں نہیں کہتا کہ مطالعہ وغیرہ کو چھوڑ کر اسی کام کے ہو جانا لیکن یہ بھی اس زمانہ کی ضرورت ہے۔ میں نے عرض کیا: حضرت! ضرورت؟ فرمایا: ہاں ضرورت ہے، اس کیلئے وقت نکالو۔ فرمایا: بالکل ٹھیک ہے اور تجھے اس کی ضرورت کا احساس نہیں کیونکہ تو نے کبھی اس ماحول پر غور نہیں کیا، اچھے اچھے لوگ بھی بعض اوقات آسیب وغیرہ اور سحر کے سلسلہ میں اس کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں پھر وہ ایسے لوگوں کی طرف بھی جانے پر مجبور ہوتے ہیں جن کے عقائد بھی صحیح نہیں ہوتے اور اعمال بھی، اور لوگ ان کے پاس جانے کی وجہ سے بعض عقائد میں اور اکثر عمل میں غلط ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: میں ایک علاقہ میں گیا، وہاں ایک عیسائی دم کرتا تھا، لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کے مولویوں سے تو یہ عیسائی اچھا ہے جس کے دم سے مجھے آرام آگیا۔ اگر ہم جائز طریقہ سے ان کی ضرورت پوری نہیں کرتے تو وہ لوگ روافض اور دیگر اہل الحاد و بدعت کے پاس جاتے ہیں، ان کے پاس جانے سے ایمان و اعمال خراب نہ ہوں تو کمزور ضرور ہو جاتے ہیں، اس لئے اپنے اہل سنت عوام کے ایمان و عمل کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ اس ضرورت کے کفیل بنیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کا فرمان بجا مگر دوسروں کے ایمان و عمل کی حفاظت کی بجائے پہلے یہی خطرہ ہے کہ مجھ میں غلطیاں آ جائیں تو پرائے شگون میں اپنی ناک آدمی کیوں کٹوائے؟ فرمایا: غلط کاروں کے مقابلہ میں کوئی صحیح آدمی نہ بیٹھے گا تو ان غلط کاروں کا توڑ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہمارے بزرگوں نے کبھی اس کو کاروبار نہیں بنایا مگر بوقت ضرورت بقدر ضرورت اس کو نبھایا ہے تاکہ لوگ غلط کاروں کے پاس جا کر عقائد و اعمال کو برباد نہ کریں۔ اگرچہ اس وقت مجھے اس بات کا انشراح نہ ہو سکا لیکن بعد میں واقعی بعض

مواقع ایسے آئے کہ مجھے حضرت کی شفقت یاد آئی اور میں کہنے پر مجبور ہوا کہ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید۔ مولانا خوستی بھی یہی چاہتے ہیں کہ اہل اسلام کے عقائد و اعمال صحیح رہیں لیکن وہ ناجائز کے ساتھ جائز کو بھی حرام تک پہنچاتے ہیں اور اس کا نام سد ذرائع رکھتے ہیں۔ دوسری طرف یہ حضرات ہیں جنہوں نے ہزاروں انسانوں کی اصلاح فرمائی، ان کا فرمان یہ ہے کہ جائز سے ہی ناجائز کا توڑ کرنا چاہئے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ حضرات، حضرت لاہوریؒ حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ حضرت کاشمیریؒ، حضرت پسروریؒ اور ان جیسے ہزاروں بزرگ جنہوں نے اپنی انتھک محنتوں سے ملکوں کی اصلاح کی اور ان کے اس کارنامے کا انکار دوپہر کے سورج کا انکار ہے، اور دوسری طرف ایسا آدمی ہو جو ساری زندگی میں اپنی بھی اصلاح نہ کر سکا۔ یہ بھی خداوند قدوس کا احسان ہے کہ ان حضرات کی یاد آجاتی ہے اور یہی اس دین بیزار دور میں ایمان کا سہارا ہے۔

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم الا حدیث یار کہ تکرار مے کنیم

ان حضرات کی مجلسوں کی یاد اور ان حضرات کے ملفوظات ہی ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اگر چہ مولانا خوستی نے فرمایا ہے کہ یہ حضرات دلیل نہیں مگر مولانا! یہ حضرات منعم علیہم ہیں جن کی رہنمائی میں ہم صراط مستقیم پر چل سکتے ہیں، ان سے اعتماد اٹھ جائے تو دین کہاں؟ خلاصہ یہ ہے کہ جس مسئلہ پر مولانا نے زور قلم صرف فرمایا ہے وہ مسئلہ اتنا اہم نہیں جتنا اکابر پر اعتماد کا ہونا اہم ہے، دین کی بہار ان کے اعتماد سے ہی ہے۔ حضرت! اگر آپ کا خیال ہے کہ اکابر کے اعتماد سے لوگوں کو نکال کر آپ اپنے اعتماد میں لے سکیں گے تو ایں خیال ست و محال ست و جنوں اور اگر یہ خیال ہے کہ میں لوگوں کو ان اکابر کے اعتماد سے نکال کر قرآن، سنت کے دامن میں

لا رہا ہوں تو یہ بات بھی آپ کی اپنی نہیں ہے، پرویز کا نعرہ یہی ہے کہ میں محدثین کے اعتماد سے نکال کر لوگوں کو قرآن کے اعتماد میں لا رہا ہوں اور غیر مقلدین بھی یہی بولی بولتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ائمہ اربعہ کے اعتماد سے نکال کر سنت نبویؐ کے اعتماد میں لا رہے ہیں اور اہل سنت کا تو یہی نعرہ ہے کہ کتاب و سنت کی صحیح تفسیر ان حضرات کا متوارث تعامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خود رائی (اعجاب کل ذی رای برایه) کے فتنہ سے محفوظ رکھیں اور اس سے حفاظت کا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ اکابر کے متوارث تعامل کے قلعہ میں پناہ گزین ہو جائیں۔

صاف صاف بات :۔

جو شخص بھی اس دنیا میں آیا اس نے ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھ کر دوسرے جہان آخرت کو یقیناً جانا ہے۔ اس دنیا میں بھی ہماری کچھ ضروریات ہیں لیکن یہ دنیا ہمارا اصلی گھر نہیں یہ تو مسافر خانہ ہے۔ دنیا اور آخرت کے درمیانی بارڈر کا نام موت ہے، اس سے اس طرف دنیا اور اس طرف آخرت ہے۔ ہم نے چونکہ دنیا و آخرت دونوں کی ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں اسلئے کچھ کام ہم موت سے پہلے کی زندگی کے نفع نقصان کیلئے کرتے ہیں ان کو دنیا کے کام کہا جاتا ہے اور جو کام موت کے بعد آخرت کی زندگی کے بناؤ یا بگاڑ کیلئے کرتے ہیں ان کو دین کے کام کہا جاتا ہے، مثلاً ہم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کرتے ہیں تاکہ آخرت کا گھر آباد ہو جائے اسلئے ان کو دین کے کام کہا جاتا ہے اور ان کے احکام کو دینی احکام کہا جاتا ہے اور دینی احکام کا چار شرعی دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت ہونا ضروری ہے۔ ہم بخار کیلئے دوا کھاتے ہیں، بخار کیلئے دم کرواتے ہیں یا بخار کے لئے تعویذ لیتے ہیں ان کا نفع نقصان موت سے پہلی زندگی سے متعلق ہے اس لئے یہ سب دنیوی طریق علاج ہیں۔ جس طرح بخار کی دوا کیلئے اس کا نسخہ، اجزاء اور اوزان، طریقہ استعمال اور پرہیز کا دلائل اربعہ میں ان امور کی مکمل تفصیلات کا مذکور ہونا ضروری نہیں البتہ امور آخرت کی

تفصیلات کا ادلۂ اربعہ میں مذکور ہونا ضروری ہے اسی طرح مختار کے دم اور مختار کے تعویذ کا بھی قرآن وحدیث میں مذکور ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح بعض بیماریوں کی دواؤں کا ذکر بعض احادیث میں ملتا ہے لیکن بہت سی دواؤں کا نہیں ملتا اسی طرح بعض دم احادیث میں مذکور ہیں بعض مذکور نہیں۔ یہ اچھی طرح یاد رہے کہ کوئی اس لئے دم نہیں کرواتا کہ پل صراط سے آسانی سے گزر جائے نہ اس لئے تعویذ لیتا ہے کہ منکر نکیر کے سوالات کا جواب آسان ہو جائے یا دوزخ سے بچنے کا تعویذ مانگتا ہو۔

دنیوی امور :۔

جب دوا اور دم دنیوی طریق علاج ہیں تو دنیوی امور کے بارے میں رسول اقدس ﷺ نے تأبیر نخل کے قصہ کے ضمن میں یہ قاعدہ ارشاد فرمادیا: انتم اعلم بامر دنیا کم (مسلم ج ۲ / ص ۲۶۴ عن انسؓ) نحوہ عن عائشة رضی اللہ عنھا۔ (ابن ماجہ ص ۱۸۰ عن ابی قتادۃ، کنز العمال ج ۶ / ص ۱۱۶) یہ لوگ دنیوی امور میں اپنے تجربے کی وجہ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امور معاش میں آپ ﷺ کی رائے مبارک دوسروں کی طرح ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کی توجہ معارف آخرت کی طرف ہے۔

مثال اول :۔

کتب حدیث و فقہ میں کتاب البیوع کا باب ہے۔ یہ تجارت اور آپس کا لین دین ایک دنیوی ضرورت ہے، ہر زمانے اور ہر علاقے میں تجارت کے انداز الگ الگ ہوتے ہیں اس لئے اپنے عرف وعادت پر جس طرح کوئی تجارت کرے درست ہے، ہاں اگر اس میں سود یا جوا آگیا تو اب یہ دین سے ٹکرا جائے گی اور منع ہوگی۔

مثال دوم :۔

لباس ہر قوم بلکہ ہر شخص کی دنیوی ضرورت ہے اور لباس کا انداز اور اس کا

عرف وعادت ہر زمانہ، ہر قوم اور ہر علاقہ میں مختلف رہا ہے تو اپنے عرف وعادت پر لباس کا استعمال جائز ہے، ہاں شریعت نے اسبال اور تشبہ سے منع فرمایا ہے تو جہاں اسبال اور تشبہ پایا جائے گا وہاں یہ دنیوی عرف شریعت سے ٹکرا جائے گا اور منع کیا جائے گا۔

ناراضگی :۔

جناب خوستی صاحب نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ امر واحد کا صیغہ ہے اگر ساری دنیا کے کام مراد ہوتے تو صیغہ جمع امور ہونا چاہئے اور اس پر اتنے غصے میں آگئے کہ حدیث کی تحریف معنوی تک کا الزام لگا دیا۔ (ص ۶۱) مولانا! کیا واقعی امر دنیا صرف اور صرف تأثیر نخل ہے، **العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص المورد** امت کا اجماعی اور مسلمہ اصول نہیں، **خلق الانسان ضعیفا** میں انسان واحد کا صیغہ ہے یا جمع کا؟ علامہ نوویؒ نے شرح کرتے ہوئے امور معائش جو لکھا ہے کیا وہ تحریف معنوی ہے؟ کسی مسلمہ شارح حدیث کا صرف ایک حوالہ آپ پیش فرما سکتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف تأثیر نخل کے ساتھ خاص ہے؟ اور غصے میں آپ تو بالکل اپنے آپ سے باہر ہو گئے ہیں۔ یہ کس نے کہا کہ حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر جو چاہو کرو **سبحانك هٰذا بهتان عظيم** میں نے تو بار بار لکھا ہے کہ جس طرح جائز غذا جائز اور ناجائز غذا ناجائز ہے اسی طرح جائز دوا جائز اور ناجائز دوا ناجائز ہے، اسی طرح جائز دم جائز اور ناجائز دم ناجائز ہے، اسی طرح جائز تعویذ جائز اور ناجائز تعویذ ناجائز ہے۔

مطالبہ :۔

حضرت آپ ادلۂ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت فرمادیں کہ دنیا کے جس کام کی صاف صراحت ادلۂ اربعہ میں سے کسی دلیل میں نہ ملے تو وہ کام کرنا شرک ہے اور حرام ہے۔ کیا ہر ہر دوا، ہر ہر انجکشن اور مزارعت اور مساقات کی ہر

ہر جزئی آپ صراحۃً دلیل شرعی سے دکھا دیں گے ؟ اور جس کا ذکر نہ ملے اس کو شرک اور حرام لکھ دیں گے ؟ مولانا! غصے سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ مولانا! امور دنیا میں اباحت اصل ہے، خلق لکم ما فی الارض جمیعا وہ اباحت اباحت ہی رہے گی جب تک کسی شرعی دلیل سے نہ ٹکرائے۔

کیا حکم صاف ہو گیا ؟

آپ کے ہاں تعویذ اور دم کا کیا حکم ہے ؟ جو ہم نے آپ کی کتاب سے سمجھا ہے وہ یہ ہے۔

مثال...... سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا جائز ہے، سورۃ فاتحہ کے لکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ گلے میں لٹکائی گئی وہ شرک ہے۔ (ص ۳۱) اور شرک بھی کیسا کہ اس تعویذ کی وجہ سے نہ کفر سے توبہ قبول ہے نہ ہی نیک اعمال کو شرف قبولیت حاصل ہے (ص ۳۳) مثل تریاق (جس میں سانپوں کا حرام گوشت ہے) کے حرام ہے۔ (ص ۳۲) پھر اس جرنیلی حکم سے نیچے اترتے ہیں کہ خلاف توکل ہے۔ (ص ۳۳) اور پھر امام مالک رحمہ اللہ کا قول آپ نے نقل فرمایا ہے، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تبرک کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے اسماء کاغذ پر لکھ کر بیمار کی گردن میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں جب کہ لٹکانے والے کی نیت بد نظری دور کرنا نہ ہو۔ (ص ۷۵) اس پر آپ نے لکھ دیا ہے : تبرک کے جواز میں کوئی جھگڑا نہیں۔ (ص ۳۰۹) مولانا! کس طرح آپ نے تسلیم کر لیا کہ تبرک کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام مریض کے گلے میں لٹکانا بالکل جائز ہے اس پر کوئی جھگڑا نہیں ؟ اس سے تو معلوم ہوا کہ آپ کو لفظ تعویذ سے مخالفت ہے تعویذ لٹکانے میں کوئی جھگڑا ہی نہیں۔ مولانا! کیا صاف صاف باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں کہ تعویذ کا حکم بھی آپ صاف صاف بیان نہ کر سکے ؟ کیا یہی مثال تو نہیں کہ

بر عکس نہند نام زنگی کافور

مولانا! جب آپ اپنا دعویٰ اور اس کا حکم ہی صاف صاف نہ لکھ سکے تو دلیل کی مطابقت کس حکم کے ساتھ دیکھی جائے گی؟

یہ دنیا عالم اسباب ہے :۔

دفع ضرر کے اسباب اس دنیا میں تین قسم کے ہیں۔

(۱)...... مقطوع، یعنی، یقینی، جیسے دس بھوکوں نے کھانا کھایا سب کی بھوک کا ضرر ختم ہو گیا، دس پیاسوں نے پانی پیا دس ہی کی پیاس کا ضرر ختم ہو گیا، دس نے زہر کھائی سب مر گئے، آگ میں گرے جل گئے۔ ان اسباب کے خلاف توکل درست نہیں، مثلاً ایک آدمی بھوکا مر رہا ہے ایسے وقت اسے صرف ایسی روٹی ملی جس میں شراب کی ملاوٹ ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ کھا کر جان بچائے اگر بغیر کھائے مر گیا تو گناہگار ہو گا۔

(۲)...... مظنون، جیسے دوا کہ دس مریض ایک ہی مرض کے آئے، سب کو ایک ہی دوا دی، چھ کو آرام آیا چار کو نہیں آیا، اگر اضطراری حالت میں صرف حرام دوا ملے تو تقویٰ تو یہ ہے کہ استعمال نہ کرے، اگر فوت ہو گیا تو کوئی گناہ نہیں، اس سے توکل درست ہے اگر چہ فتویٰ میں استعمال کی گنجائش ہے۔

(۳)...... موہوم، جیسے دم ۱۰۰اور تعویذ وغیرہ۔ ایک آدمی وہی تعویذ لکھتا ہے، دم کرتا ہے اثر ہوتا ہے، سو (۱۰۰) آدمی وہی کرتے ہیں اثر نہیں ہوتا ان سے بچنا توکل ہے اگر چہ مباح ہوں اور ان میں جو حرام ہوں اضطراری حالت میں بھی مفتی بہ قول یہی ہے کہ نہ نا جائز دم کروائے نہ نا جائز تعویذ لے اور نہ دے۔

ان تینوں اسباب میں جائز و نا جائز کی تقسیم ہے بعض غذائیں حرام ہیں مثلاً سکھ خنزیر کھاتے ہیں جو حرام ہے بعض حلال جیسے بکری، اسی طرح حرام سے دوا کرنا بھی حرام ہے حالت اختیار میں اور حلال دوا حلال ہے، یہی حال دم اور تعویذ کا ہے اگر اس میں شرکیہ مضمون ہے تو شرک ہے اور اگر حرام مضمون ہے تو حرام ہے اور

جائز کام کے لئے جائز مضمون ہے تو جائز ہے۔

مثال :۔

بکری حلال ہے مگر چوری کی ہو تو حرام ہے اور اگر غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دی جائے تو گوشت حرام اور یہ فعل شرک ہوگا۔ اب اس کو حلال، حرام یا شرک کہنے کیلئے اس کی حیثیت کا جاننا ضروری ہے یہ نہیں کہ ایک حکم ہر جگہ جاری کیا جائے۔

نوٹ : یہ دفع ضرر کے تینوں طریقے ہر قوم، ہر ملک اور ہر مذہب میں چلے آرہے ہیں جیسے غذا ساری دنیا استعمال کرتی آرہی ہے کہ کافر حلال حرام سب کھا جاتے ہیں، ان کی نہ ہر غذا حلال ہے نہ ہر غذا حرام ہے، البتہ مسلمان حلال غذا ہی کھاتے ہیں، یہی معاملہ دوا کا ہے کہ کافر کی ہر دوا نہ حلال ہے نہ ہر دوا حرام ہے، وہاں حلال حرام کا فرق نہیں البتہ مسلمان حلال دوا استعمال کرتا ہے، اسی طرح دم اور تعویذات کافروں میں بھی رائج ہیں اور مسلمانوں میں بھی، کافروں کا ہر دم اور تعویذ نہ جائز ہے اور نہ ہر ناجائز بلکہ جائز اور ناجائز کا ملغوبہ ہیں البتہ مسلمان متوکلین تو مباح دم و تعویذ سے بھی بچتے ہیں اور عوام مباح دم اور تعویذ لیتے ہیں۔

تمیمہ کا مطلب :۔

زمانہ جاہلیت میں دعاء اور دوا کے علاوہ دفع ضرر کا ایک طریقہ رائج تھا جس کو وہ تمیمہ کہتے ہیں، در حقیقت یہ ایک منکا ہوتا تھا جس کو وہ گلے میں لٹکاتے تھے، اس کو تمیمہ اس لئے کہتے تھے کہ اس کو دفع ضرر کی علت تامہ سمجھتے تھے، اس کے بعد مجازاً باقی چیزوں پر بھی یہ لفظ استعمال کرنے لگے جن کو وہ علت تامہ سمجھتے تھے جیسا کہ خمر حقیقی انگوری شراب کو کہتے ہیں مگر مجازاً ہر عقل کو چھپانے والی چیز کو خمر کہتے ہیں، زنا حقیقی کی حقیقت سب پر واضح ہے مگر بد نظری اور بری نیت سے ہاتھ لگانے اور اس کی

طرف چلنے کو بھی احادیث میں مجازاً زنا کہا گیا۔ تمیمہ کا مادہ تم ہے، **تم علی امرہ** یعنی اس نے اپنا کام پورا کر لیا، **تم علی صومك** یعنی اپنا روزہ پورا کرو، **الجهالة المستیتمه** یعنی کامل جہالت۔ امام لغت ازہری کہتے ہیں کہ تمام تمیمہ کی جمع ہے اور یہ وہ منکے ہوتے ہیں جو عرب لوگ بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے کہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔ (مغرب ج ۱/ ص ۱۰۷، تہذیب اللغۃ ج ۱۴/ ص ۲۶۰) اور وہ باطل ہے جب موت اپنے پنجے گاڑ لیتی ہے تو کوئی تمیمہ فائدہ نہیں دیتا۔ (دیوان الھذلیین ص ۳) اور امام لغت **قعنبی** فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو یہ وہم ہو گیا کہ تعویذ ہی تمائم ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے تمیمہ تو ایک منکا ہے، لیکن ان تعویذات کی کوئی ممانعت نہیں جب کہ ان میں آیات قرآنی اور اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی لکھے ہوں اور ازہری نے کہا: جس نے تعویذ کو تمیمہ کہا وہ غلطی پر ہے۔ (مغرب ج ۱/ ص ۱۰۷)

تعویذ :۔

جاہلیت کے اس لفظ تمیمہ کے مقابلہ میں اسلام میں تعویذ کا لفظ استعمال ہونے لگا۔ مولانا خود لکھتے ہیں " تعویذ کا لفظ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی پناہ لینے کے ہیں اور اصطلاح میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو رفع امراض اور دفع آفات کیلئے استعمال کی جائے۔ بعض اوقات آیات قرآنیہ وادعیہ ماثورہ کے ذریعہ سے بھی نظر بد، مرض، سحر، شیطان، آسیب وغیرہ سے پناہ لی جاتی ہے اسلئے اسکو بھی تعویذ کہتے ہیں" (ص ۲۶) نیز مولانا لکھتے ہیں: "اور کبھی رقیہ پر لفظ تعویذ کا بھی اطلاق ہوتا ہے جیسے اوجز المسالک وبریقہ اور مصباح اللغات میں رقیہ کا معنی دم کے علاوہ تعویذ بھی کیا گیا ہے، چونکہ بذریعہ دم بھی مرض سے پناہ حاصل کی جاتی ہے اس مناسبت سے تعویذ کا اطلاق رقیہ پر بھی ہوتا ہے۔ (ص ۱۹) اسی لئے بخاری شریف کے حاشیہ میں بھی یہ لکھا ہے: **رقیه هو بمعنی التعویذ** (ج ۲/ ص ۸۵۰ حاشیہ ۴، ج ۲/ ص ۸۵۴ حاشیہ ۲) اسلئے عربی زبان میں جہاں لفظ رقیہ آئے گا اس

سے پھونکنا اور لکھ کر دینا دونوں مراد ہوں گے اور جہاں تعویذ کا لفظ آئے گا وہاں بھی پھونکنا اور لکھنا دونوں ہی مراد ہوں گے البتہ اردو زبان میں پھونکنے کو دم اور لکھ کر دینے کو تعویذ کہتے ہیں اسلئے عربی لفظ رقیہ کا اردو میں ترجمہ دم اور تعویذ کیا جائے گا تاکہ پورا مفہوم صاف صاف سامنے آجائے۔ جاہلیت کے تمیمہ اور اسلام کے تعویذ میں فرق یہ ہوا کہ وہ تمیمہ کو ہی دفع ضرر کی علت تامہ سمجھتے ہیں اور اسلام میں دفع ضرر کے تین اسباب ہیں: وہ نہ تعویذ کو مقطوع مانتے ہیں نہ مظنون بلکہ موہوم یا موصوب کہتے ہیں، اسلئے مولانا کا ہر تعویذ کو تمیمہ کہنا اس وہم پر مبنی ہے کہ وہ جاہلیت کے تمیمہ اور اسلام کے تعویذ میں فرق نہیں جانتے۔ مولانا تسلیم تو فرماتے ہیں کہ یہاں عربی محاورہ اور اردو محاورہ میں فرق ہے، عربی میں پھونکنے، جھاڑنے اور لکھ کر دینے سب کو تعویذ کہتے ہیں اور اردو میں جھاڑنے پھونکنے کو دم اور لکھ کر دینے کو تعویذ کہتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک پادری سے مناظرہ تھا، وہ حضرت سیدہ ہاجرہ کو لونڈی ثابت کرنے کیلئے قرآن پاک کی آیت سے استدلال کر رہا تھا کہ ہاجرہ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قرآن میں غلام حلیم کہا گیا ہے، پھر اردو دانوں سے پوچھتا تھا کہ بھائی غلام کسے کہتے ہیں جو زر خرید ہو یا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہو۔ اب دیکھو وہ عربی اور اردو محاورہ کو گڑبڑ کر رہا تھا، عربی میں غلام بچے کو کہتے ہیں خواہ وہ آزاد عورت کے پیٹ سے پیدا ہو یا لونڈی کے پیٹ سے مگر وہ پادری لفظ عربی بول کر اردو محاورہ مراد لے رہا تھا۔

ایک نئی تقسیم :۔

مولانا نے تعویذ اور رقیہ کا عربی محاورہ ترک کر کے اردو محاورہ لے لیا اور دم اور تعویذ کی تقسیم کر کے دم کو جائز قرار دیا اور تعویذ کو ناجائز۔

دم :۔

دم کے بارے میں مولانا کا موقف ہے کہ جائز ہے اس میں وہ تخصیص نہیں فرماتے کہ قرآن پاک کی صرف اسی آیت سے دم کیا جائے جس کا دم حضور ﷺ نے کیا ہو، کسی بھی آیت سے کسی بھی بیماری وآفت کے لئے دم جائز ہے جو دم احادیث میں آئے ہیں ان کی تخصیص نہیں، حدیث میں نہ ہو تب بھی جائز ہے بلکہ دم کے لئے قرآن، حدیث یا اللہ پاک کے اسماء مبارکہ کی قید تو کجا عربی زبان کی بھی قید نہیں، ہر زبان میں ہر اس عبارت سے دم جائز ہے جس میں شرکیہ مضمون نہ ہو۔

مطالبہ :۔

مولانا خود لکھتے ہیں :" شریعت میں کسی چیز کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور دلائل شرعیہ چار ہیں۔ کلام اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس، جن کی تفصیل اصول فقہ میں بیان ہوئی ہے اور نفی کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔" (ص ۳۱) مولانا نے یہاں تو فرمایا کہ نفی کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں لیکن صفحہ ۱۲ پر مخالف سے مطالبہ فرماتے ہیں :"اگر جواب نفی میں ہے تو دلیل باحوالہ تحریر فرمائیں۔" افسوس ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح مولانا کے لینے کے باٹ الگ ہیں اور دینے کے باٹ الگ ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ غیر عربی میں ہر زبان میں ہر آفت کے لئے ہر غیر شرکیہ دم جائز ہے ؟ اس کے جواز کے لئے مولانا نے کیا کوئی آیت قرآنی پیش فرمائی ہے ؟ ہرگز نہیں، کیا کوئی حدیث پیش کی ہے ؟ ہرگز نہیں، اگر فرمائیں کہ ہاں حدیث پیش کی ہے : **لا بأس بالرقی مالم تکن شرکا** (مسلم ج ۲ / ص ۲۲۴، ابو داؤد ج ۲ / ص ۵۴۲) جس دم میں شرک نہ ہو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ (ص ۲۲) تو ہم کہیں گے کہ یہاں ترجمہ میں مولانا نے عربی محاورہ کا لحاظ نہیں رکھا، عربی میں رقیہ

دم اور تعویذ دونوں کے لئے آیا ہے تو اس کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا: ''جس دم اور تعویذ میں شرک نہ ہو اس کی کوئی ممانعت نہیں۔'' اب دیکھئے صحیح ترجمہ کرنے سے دم کے ساتھ تعویذ بھی جائز ہوگیا۔ ہم نے پورا ترجمہ کیا تو ہمیں مجرم قرار دیا گیا اور مولانا نے ادھورا ترجمہ کیا تو صاف صاف باتیں کہلایا۔

ترجمہ کا کمال :۔

یہاں اس حدیث میں مولانا نے **لا باس به** کا ترجمہ فرمایا: کوئی ممانعت نہیں مگر صفحہ ۵۸ پر فرماتے ہیں: ''لفظ لا بأس کراہت کے لئے آتا ہے۔'' ان دونوں تراجم پر غور کریں کہ صاف صاف باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں؟

اجماع :۔

مولانا نے ہر غیر عربی دم کے جواز کیلئے صفحہ ۲۳ پر اجماع سے بھی دلیل ذکر کی ہے: **فقد اجمع العلماء على جواز الرقى عند اجتماع ثلاثة شروط ان يكون بكلام الله تعالىٰ واسمائه وصفاته و باللسان العربى او بما يعرف معناه من غيره او ان يعتقد ان الرقية لا تؤثر بذاتها بل بتقدير الله تعالىٰ۔** (فتح الباری ج ۱۰ / ص ۱۹۵، او جز المسالک ج ۶ / ص ۳۰۱) اس عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے: ''علماء کا اس پر اجماع ہے کہ دم اور تعویذ تین شرطوں کے ساتھ جائز ہیں:

(۱)...... اللہ کے کلام یعنی قرآن سے ہوں یا اللہ کے اسماء و صفات سے ہوں۔

(۲)...... عربی میں ہوں اور کسی عجمی زبان میں ہوں تو اس کے الفاظ کے معانی معلوم ہوں۔

(۳)...... دم کرنے اور کرانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ دم اور تعویذ میں بذاتہ کوئی تاثیر نہیں بلکہ مؤثر حقیقی صرف اللہ ہے، یہ دم اور تعویذ صرف سبب ہے۔''

لیجئے آپ کی اپنی ہی پیش کردہ دلیل سے دونوں چیزوں کا ثبوت مل گیا، آپ آدھی بات مانتے اور آدھی کا انکار کر ڈالتے ہیں۔

شرائط اجماع :۔

مولانا! آپ تحریر فرماتے ہیں : ''اجماع کی تین شرائط نمایاں ہوئیں : علم، عدالت، اجتہاد، ان تینوں قیود لگانے سے عوام، مشائخ اور مقلدین کا اتفاق اجماع امت کی تعریف سے نکل گیا تو اجماع امت وہ ہے جس میں یہ تینوں شرطیں بیک وقت موجود ہوں، اگر ان میں سے ایک مفقود ہو جائے تو اجماع امت نہیں ہے۔'' (ص ۶۱) مولانا! یہ جو اجماع آپ نے نقل کیا ہے اس میں ان تینوں شرطوں کا انطباق آپ نے نہیں فرمایا، کیا وہی بات تو نہیں کہ آپ کے اجماع کے باٹ بھی لینے کے اور ہیں اور دینے کے اور ؟

دم اور مذاہب اربعہ :۔

مولانا مخالفت کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ سے تمہارے پاس نص نہیں ہے حالانکہ مولانا کو چاہئے تھا کہ ہر زبان میں ہر آفت کے لئے قرآن و حدیث کے علاوہ دم کرنا جس کے جواز کے وہ بھی قائل ہیں کی نص ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے پیش کرتے تاکہ ایک معیار بنا دیتے، پھر دوسروں سے بھی مطالبہ کرتے، مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ :۔

مولانا نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دم کی روایت غیر عربی میں کوئی پیش نہیں البتہ سید سابق سے بے سند نقل کیا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعویذات کو گویا شرک کہتے تھے حالانکہ رقیہ جس کا معنی دم اور تعویذ دونوں ہیں کے بارے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : **قال محمد و به ناخذ اذا كان من**

ذکر الله او من کتاب الله وهو قول ابی حنیفة (کتاب الآثار ص ۲۷۷)
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم اس مسئلہ (جواز دم و تعویذ) کو مانتے ہیں جب کہ وہ دم یا تعویذ اللہ کے ذکر یا اللہ کی کتاب سے ہو اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے یہاں کسی اختلاف کی طرف اشارہ تک نہیں فرمایا۔
بخاری صفحہ ۳۰۴ حاشیہ ۸ میں ہے: **فیه جواز الرقیة و به قالت الائمة الاربعة و فیه جواز اخذ الاجرة**۔ اس حدیث میں دلیل ہے دم اور تعویذ کے جائز ہونے پر اور چاروں ائمہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور دم و تعویذ پر اجرت کے جواز کے بھی قائل ہیں، اب اس باحوالہ ثبوت کے خلاف مولانا کی بے حوالہ بات بھی پڑھ لیں: ''مذاہب اربعہ میں کسی قسم کے تعویذ کی گنجائش نہیں۔ (ص ۴۰)

ایک سوال:۔

مولانا نے صفحہ ۲۳ اور ۲۴ پر آپ ﷺ کے دم کے چھ طریقے درج فرمائے ہیں لیکن صفحہ ۱۷ پر ترمذی شریف کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ پہلے رسول اکرم ﷺ مختلف دم کیا کرتے تھے، جب معوذ تین نازل ہوئیں تو انہیں کو لے لیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ نے معوذ تین کے علاوہ سب دم چھوڑ دیئے تھے تو اب آپ کس دلیل سے جائز کہتے ہیں۔

شبہات کا ازالہ:۔

اب ہم مولانا کے شبہات کا ذکر کر کے اس کا ازالہ کرتے ہیں۔
پہلا شبہ......**ان الرقی و التمائم والتوله شرك**۔ اس حدیث کی سند میں ابن اخی زینب مجہول ہے (**بذل المجهود** ج ۱۶ / ص ۲۱۲) اور مولانا خود فرماتے ہیں: ''مجہول روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ (ص ۳۹) جب یہ روایت ہی نا

قابل اعتبار ہے تو فائدہ ؟

ترجمہ : بے شک رقی یعنی دم اور تعویذ، تمائم منکے اور تولہ محبت کا جادو شرک ہیں۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ رقی یعنی دم اور تعویذ میں شرک نہ ہو تو کوئی ممانعت نہیں، اب شرک دو ہی صورتوں میں ہو گا کہ صراحتاً اس کا مضمون ہی شرک ہو، شیاطین وغیرہ سے استمداد ہو تو یہ شرک اکبر ہو گا یا یہ صورت ہو گی کہ مضمون تو قابل اعتراض نہ ہو مگر اس کو ہی دفع ضرر کے لئے علت تامہ سمجھا جائے تو یہ شرک خفی ہو گا۔ چنانچہ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ شرک سے مراد شرک خفی ہے۔ (حاشیہ نسائی ج ۲ / ص ۱۷۱، ابو داؤد ج ۲ / ص ۵۴۲) یہ خلاف توکل اور ناپسند ہو گا، جس طرح حدیث پاک میں ریا کو شرک فرمایا تو ریا ایمان کے منافی نہیں ہاں اخلاص کے منافی ہے، چونکہ یہ شرک نفس مضمون میں نہیں ہوتا اس کو علت تامہ سمجھنے سے ہوتا ہے اس لئے حکم کراہت ہو گا، جس علاقہ میں ایسے لوگ زیادہ ہوں جو علت تامہ مانتے ہوں وہاں شرک خفی کی وجہ سے مکروہ ہو گا۔ مولانا نے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے کہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں : **كانوا يكرهون التمائم كلها من القرآن وغير القرآن** کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ قرآن اور غیر قرآن کے تمائم کو ناپسند مانتے تھے۔ تو چونکہ یہ حضرات کوفہ میں رہتے تھے جو روافض کا مرکز تھا اور روافض ان کو ہی علت تامہ مانتے تھے اس لئے یہ شرک خفی ہونے کی وجہ سے مکروہ کہتے تھے۔ رہی یہ بات کہ یہ کراہت تحریمی تھی یا کراہت تنزیہی ؟ تو روافض کے حق میں یہ تحریمی تھی کیونکہ ان کا اعتقاد ان کے ہی علت تامہ ہونے کا تھا اور اہل سنت کے حق میں تنزیہی کہ ان کا اپنا اعتقاد یہ نہیں تھا مگر اس سے ایک مکروہ اعتقاد کی تائید کا امکان تھا، خود مولانا بھی دم کے بارے میں یہی تقسیم فرماتے ہیں۔ جس حدیث میں دم کو توکل کے خلاف کہا گیا ہے مولانا فرماتے ہیں : "ان احادیث میں دم کی ممانعت بیان نہیں ہوئی بلکہ خاص لوگوں کی صفت

بیان ہوئی ہے، گویا یہ حسنات الابرار سیئات للمقربین کے قبیل سے ہے۔"
(ص ۲۱) جیسے دم جو مولانا کے ہاں جائز ہے اس کو مقربین کے لئے سیئہ برائی فرما رہے ہیں کیونکہ توکل کے خلاف ہے تو امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور اصحاب ابن مسعود جو توکل کے اعلیٰ درجہ پر تھے وہ اپنے لئے اس لئے ناپسند سمجھیں کہ توکل کے منافی ہے اور روافض کے لئے اس لئے کہ وہ علت تامہ مانتے ہیں، تو مولانا اس سے عدم جواز کہاں سے نکال رہے ہیں؟

دوسرا شبہ ...... حضرت عیسیٰ بن حمزہ تابعی حضرت ابی معبد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں تمیمہ لٹکانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: نعوذ باللہ۔ حضرت نے فرمایا کہ جس نے کچھ لٹکایا اس کو اسی کے حوالے کر دیا گیا۔ چونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اعلیٰ درجہ کے متوکل تھے تو یہ فرمایا کہ لٹکانے کے بعد خدا سے توکل اٹھ کر اس پر توکل ہو جائے گا، تو یہاں سے عدم جواز ثابت نہ ہوا خلاف توکل ہونا ثابت ہوا، وہ تو آپ بھی دم کو جائز کہنے کے باوجود مقربین کے لئے سیئات میں سے قرار دیتے ہیں اور یہ میں بھی بار بار عرض کر تا آرہا ہوں کہ دفع ضرر کے اسباب موہومہ اور مظنونہ کو چھوڑنا توکل ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث کی سند کا مدار محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ پر ہے جس کو بعض نے سیَّ الحفظ قرار دیا ہے۔

تیسرا شبہ ...... رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں نے تریاق استعمال کیا یا منکا لٹکایا یا شعر کہا تو اس کے بعد مجھے کسی کام کے کرنے میں کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ (ابو داؤد) اولاً البانی نے لکھا ہے: اسنادہ ضعیف۔ (مشکوٰۃ ج ۳ / ص ۱۲۸۵) ثانیاً تعلیق تمائم جب توکل کے خلاف ہے تو آپ ﷺ نے اس سے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اس سے عدم جواز نہ نکلا۔ آپ خود لکھ چکے ہیں کہ مقربین کے لئے جو سیئہ ہے وہ ابرار کیلئے حسنہ ہے۔

چوتھا اور پانچواں شبہ ...... حدیث نمبر ۴ ترمذی شریف میں ہے ہی نہیں پھر من تعلق تمیمة فقد شرك فرمایا، نمبر ۵ میں و کل الیه فرما کر واضح فرمادیا کہ یہ شرک وہ نہیں ہے جو توحید کے خلاف ہے بلکہ وہ شرک ہے جو توکل کے خلاف ہے اور یہ بار بار عرض کر رہا ہوں کہ توکل کے خلاف تو دم بھی ہے۔

چھٹا شبہ ...... من علق تمیمة فلا اتم الله سند کا مدار مشرح بن ہاعان پر ہے جس نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر گولہ باری کرتے ہوئے خانہ کعبہ شریف پر بھی گولہ باری کی اور خانہ کعبہ شریف کے پردوں کو آگ لگائی، پھر اس میں بھی زیادہ سے زیادہ تمیمہ کا خلاف توکل ہونا ثابت ہوتا ہے اور وہ تو دم بھی خلاف توکل ہے۔ اس کے بعد اونٹ کے گلے سے تانت توڑنے کا ذکر ہے، اس کی دو وجہیں شارحین نے بتائی ہیں کہ یا تو اس لئے تڑوائی گئیں کہ ان کے ساتھ گھنٹیاں باندھتے تھے یا اس لئے کہ وہ نظر بد کے لئے اس کو ہی علت تامہ مانتے تھے اور یہ توکل کے خلاف تھا تو صحابہ کرامؓ کو توکل کی تعلیم دی گئی۔

ناکامی ہی ناکامی :۔

ایک روایت بھی صریح نہیں لا سکے کہ جائز مقصد کیلئے جائز عبارت والا تعویذ حرام اور شرک ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے ایک قول بھی بسند صحیح نہیں لا سکے کہ جائز مقصد کے لئے جائز عبارت کا تعویذ شرک اور حرام ہے۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین توکل کے بلند مقام پر فائز تھے اسلئے وہ ایسے کاموں میں زیادہ رغبت نہیں رکھتے تھے۔ پھر صحابہ کرامؓ دعاء پر زیادہ زور دیتے تھے، ہاں جو خود نہ پڑھ سکے اس کو لکھ دیتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراضگی :۔

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : لیست بتمیمة ما علق بعد ان یقع البلاء (بیہقی ج۹ / ص ۳۵۰) کہ آفت آنے کے بعد جو چیز لٹکائی جائے وہ تمیمہ نہیں۔ اس پر مولانا بہت ناراض ہیں کہ ''یہ حضرت عائشہؓ کا ذاتی اجتہاد تھا جو صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ (ص ۳۷) کوئی رافضی ایسی باتیں کرے کہ حضرت عائشہؓ خلاف احادیث اجتہاد کیا کرتی تھیں تو اس کو یہ بات بجتی ہے لیکن مولانا کو یہ بات زیب نہیں دیتی، نہ یہ اجتہاد ہے اور نہ کسی حدیث کے خلاف ہے البتہ آپ کو جو وہم ہو گیا ہے کہ ہر تعویذ تمیمہ ہوتا ہے اس وہم کے خلاف ہے، تو جائے ام المومنینؓ سے ناراض ہونے کے اپنے وہم کا علاج کرائیں۔

نقوش :۔

مولانا نے عجیب انکشاف فرمایا ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں کوفہ کے رافضیوں نے حروف ابجد کے حساب کی بنیاد ڈالی۔ (ص ۴۴) مولانا! حروف ابجد تو اسلام سے بہت پہلے سے آرہے ہیں۔ اس وقت جو کتابیں سامنے ہیں ان میں زبور نمبر ۹۰ میں تمام حروف ابجد ہیں، یہ تو عبرانی زبان کے حروف تہجی ہیں ملاکی نبی کی کتاب میں دو آیات میں پورے حروف تہجی کے ابجد آگئے ہیں۔ (دیکھئے عبرانی بائبل) مقدمہ ابن خلدون میں علم الحروف کا مطالعہ فرمائیں۔ درمنثور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ابجد کا ذکر موجود ہے۔

دم اور تعویذ :۔

دم میں جو پڑھ کر پھونک دیا جاتا ہے ان الفاظ کی توہین کا خدشہ نہیں ہوتا مگر تعویذ میں ایسا خدشہ ہو سکتا ہے تو اس بے ادبی کے گناہ سے عوام کو کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ اب اگر وہ ایک مقصد کے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر دیں تو

بے وضو اس کو ہاتھ لگانا بھی درست نہیں، اس لئے اہل فن نے کہا کہ اگر اس کے اعداد نکال لئے جائیں (۷۸۶) تو یہ نہ لفظاً بسم اللہ ہے نہ معناً البتہ ان کا تجربہ ہے کہ اس کا اثر جو لینا چاہتے تھے وہ ان ہندسوں سے حاصل ہو جاتا ہے اور کسی دم یا تعویذ کے آثار کا قرآن و حدیث میں منصوص ہونا ضروری نہیں اس لئے کہ دم میں تو الفاظ پڑھتے ہیں اعداد نہیں پڑھتے البتہ تعویذ میں ان الفاظ کو بے ادبی سے بچانے کے لئے اعداد کا استعمال کر لیتے ہیں، شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی ممانعت نہیں آئی، البتہ انتم اعلم بامر دنیا کم سے اجازت معلوم ہوتی ہے۔ پھر جہاندیدہ علماء کا تعامل یا عدم نکیر بھی اس دنیوی طریق علاج کے جواز کے لئے کافی ہے۔

یہ بسم اللہ کا نقش ہے

بسم	اللہ	الرحمٰن	الرحیم
اللہ	الرحمٰن	الرحیم	بسم
الرحمٰن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمٰن

یہ نقش ۷۸۶ کے اعداد کا ہے

۱۸۹	۲۰۲	۱۹۹	۱۹۶
۲۰۰	۱۹۵	۱۹۰	۲۰۱
۱۹۴	۱۹۷	۲۰۴	۱۹۱
۲۰۳	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۸

اب دیکھئے دائیں طرف قرآن پاک کے مبارک الفاظ ہیں ان کا احترام اور ہے لیکن بائیں طرف والا نقش بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد ۷۸۶ کا ہے، اہل فن کا تجربہ ہے کہ یہ اعداد بھی دفع ضرر کا سبب ہیں۔ شریعت میں جو دنیوی امور مسکوت عنہ ہیں ان کو تحریف کا نام دینا یا حرمت کا حکم لگانا یہ خود شریعت سازی ہے، ما انزل اللہ بھا من سلطان۔

ب	د	و	ح
ح	و	د	ب
د	ب	ح	و
و	ح	ب	د

۲	۴	۶	۸
۸	۶	۴	۲
۴	۲	۸	۶
۶	۸	۲	۴

دائیں طرف لفظ بدوح کا تعویذ ہے جو عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے اور بائیں طرف اس مبارک نام کے اعداد کا نقش ہے اور ۱۵ کے نقش کو کتے کی آواز حاؤ کا نقش قرار دینا تو آپ کے مزاج کی لطافت کا کمال ہے، کاش لا تقل لهما عولی کا ذرا بھی پاس ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پندرہ کا نقش عاملوں کے یہاں مشہور ہے اور یہ سریانی (عبرانی) زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور سریانی زبان میں اس طرح لکھا جاتا ہے: ۱۱۱۰ ےH ۱۱۱۱ھ، اس کو کسی عامل نے دو شعروں میں یوں بیان کیا ہے۔

صفر و سہ الف سائبانے بر سر　جیم کج وکور نردبانے بدو در
چہار الف مساوی ہاء واو معکوس　ایںست ز اسماء الہ اکبر

اس میں عدد اسطرح نکالے گئے: الف ۱+ جیم ۳+ ھ ۵+ واؤ ۶ = ۱۵ اور اعداد کا نقش یوں لکھا جاتا ہے۔

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

اسی طرح صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ ایک تعویذ لی خمسة اطفی بها حرّ الوباء الحاطمه، المصطفیٰ والمرتضی و ابنا هما و الفاطمه آپ اس کا دم جائز کہتے ہیں جب کہ ہمارے ہاں یہ شعر پڑھنا درست نہیں...... امداد الفتاویٰ میں ہے کہ ظن غالب ہے کہ یہ شعر شیعہ کی ایجاد ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱/ ص ۳۴۰) اور کبھی نادِ علی کا تعویذ آپ کو یاد آرہا ہے۔ عرض ہے کہ دم تو آپ کے ہاں بھی جائز ہے تو پہلے آپ یہ بتائیں کہ اس کا ورد جائز ہے؟ ہمارے ہاں سے تو فتویٰ جا چکا ہے کہ ایہام شرک کی وجہ سے نادعلیاً کا وظیفہ پڑھنا جائز نہیں۔ ایک نقش آپ نے یہ لکھا ہے: ۱۱۰۔۴۶۔۱۰۶۔۱۱۸۔۱۲۸۔۱۳۵۔۱۵۱۔۳۱۔۹۲ آپ اس کو

مشہور فرمارہے ہیں ہم نے کسی سنی کتاب میں دیکھا تک نہیں، پھر ان تعویذات کے ذکر سے کیا فائدہ؟ جس طرح آپ دم کے جواز کے قائل ہیں مگر ہر دم کے نہیں جو شرک اور ایہام شرک ہو اس کو جائز نہیں مانتے، اسی طرح ہم جواز تعویذ کے قائل ہیں مگر جن میں شرک یا ایہام شرک ہو ان کے قائل نہیں۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **لا بأس بالمعاذات اذا کتب فیها القرآن او اسماء الله تعالیٰ و یقال رقاه الراقی رقیاً ورقیته اذا عوذه ونفث فی عوذته قالوا و انما تکره العوذة اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ما هو ولعله ید خله سحرًا او کفراً او غیر ذلك و اما ما کان من القرآن اوشیئ من الدعوات ولا بأس به اهـ** (شامی ج ۵ / ص ۲۴۰) کوئی حرج نہیں تعویذات میں جب ان میں قرآن پاک اور خداوند قدوس کے اسماء گرامی لکھے جائیں اور کہا جاتا ہے اس کو پھونکا، جھاڑنے والا وغیرہ۔ جب اس کو پناہ دی اور پھونک ماری سوائے اس کے نہیں وہ تعویذ مکروہ ہیں جب کہ عجمی زبان میں ہوں اور یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کیا ہیں؟ شاید ان میں جادو یا کفر وغیرہ ہو، البتہ جو قرآن سے اور کچھ دعائیں ہوں ان کا کچھ حرج نہیں۔

خلاصہ :۔

مولانا نے ان تعویذات کو جن کی عبارت میں شرک کی ہوا بھی نہ ہو شرک حقیقی ثابت کرنے کے لئے خوب زمین وآسمان کے قلابے ملائے مگر اس میں ناکام رہے۔ شرک کا لفظ جس طرح احادیث میں ریا کے لئے آیا ہے اسی طرح ان روایات میں بھی اگر ثابت ہو جائے تو دوسری احادیث کی تشریح کے مطابق یہ شرک توحید ایمان کے خلاف نہیں ہاں توحید توکلی کے خلاف ہے اور حرام ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل قطعی کی ضرورت تھی لیکن مولانا دلیل ظنی بھی نہ لا سکے۔ مولانا کو ایک وہم ہو گیا ہے کہ ہر تعویذ تمیمہ ہوتا ہے اور بس اس کے بعد امام ابراہیم نخعی

رحمہ اللہ کا فرمان کہ کانوا یکرھون کہ اصحاب ابن مسعودؓ مکروہ کہتے تھے، پھر مکروہ کو کھینچ کر حرام بنانے کی کوشش فرمائی ہے لیکن یہ کھینچا تانی خود امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی تصریح کے خلاف ہے، آپ فرماتے ہیں: **کانوا لا یکرھون الشیئ ولا یحرمونہ۔** (مسند جعد بن علی ج ۲ / ص ۷۳۵) کہ وہ ناپسند فرماتے تھے مگر حرام نہیں کہتے تھے، اور امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا جب دوسرا مفصل قول سامنے آتا ہے کہ **انہ کان یکرہ المعاذہ للصبیان و یقول انھم یدخلون بہ الخلاء۔** (ابن ابی شیبہ ج ۸ / ص ۱۸) کہ وہ صرف بچوں کے لئے تعویذ کو ناپسند فرماتے تھے اور وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ بچے ان کے ساتھ ہی پاخانہ کرتے ہیں، تو یہ ہو سکتا ہے کہ ایسے تعویذ ہوں کہ ان کا مضمون گلے میں لٹکا ہوا پڑھا جاتا ہو۔

جواز کے دلائل :۔

میں پہلے یہ بات خوب واضح کر آیا ہوں کہ یہ تعویذات دنیوی طریق علاج کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر قوم میں ہر زمانہ میں دوا کی طرح یہ بھی رائج رہے ہیں اس لئے ان کے لئے کسی مستقل دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔

(۱)...... جب تجربہ سے ان میں شفاء ثابت ہو نا امت میں تواتر سے ثابت ہے اور اس کے مضمون میں نہ شرک فی الذات ہو اور نہ شرک فی الصفات تو آخر اس کو حرام کہنا یہود کے احبار و رہبان کی طرح شریعت سازی نہیں؟

(۲)...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعویذ لکھ کر دینا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ / ص ۳۹، ابوداؤد ج ۲ / ص ۵۴۳ وسکت عنہ، ترمذی ج ۲ / ص ۱۹۲ وقال ہذا حدیث حسن غریب) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ موذہ صفحہ ۲۲۷ پر یہ دعا ہے اور لکھنے کا ذکر نہیں۔ اولاً تو وہ بلاغ ہے جس کی یحییٰ بن سعید سے حضور ﷺ تک سند ہی نہیں پھر وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے تعلق ہی نہیں رکھتی پھر اس میں لکھنے کا ذکر نہیں ہے، تو جہاں ہے اس کی نفی تو

نہیں ہوتی۔ ساکت اور ناطق میں کب تعارض ہوتا ہے؟ دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ اس محمد بن اسحق کے بارے میں شدید اختلاف ہے قول فیصل وہی ہے جو ہمارے ائمہ کے تعامل سے ثابت ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے مسند میں، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں، امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا اور کتاب الآثار میں اس سے کوئی حدیث نہیں لی کیونکہ وہ احکام حلال و حرام فرض وواجب میں حجت نہیں، البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب الخراج میں تاریخی باتیں اس سے لی ہیں اس لئے کہ وہ مغازی و تاریخ کا امام ہے تو اس درجہ میں اس کی روایت لی جاسکتی ہے، اور چونکہ تعویذ لکھنا بھی ایک دنیوی طریق علاج ہے اس لئے ایسی باتوں میں اس کی روایت قابل اعتراض نہیں۔ رہے عمرو بن شعیبؒ تو ان سے امام صاحب رحمہ اللہ نے مسند میں حدیث لی ہے پھر آپ کو اعتراض زیب نہیں دیتا۔ تیسرا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل قول رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ یہ بالکل غلط ہے، آپ ﷺ نے کب اس دعاء کے لکھنے سے منع فرمایا؟ آپ انشاء اللہ صبح قیامت تک کوئی ضعیف ترین سند بھی پیش نہیں کر سکتے کہ آنحضرت ﷺ نے اس دعاء کے لکھنے سے منع فرمایا جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے تھے۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ سے زیادہ تعویذ کی اباحت ثابت ہوگی اور اس کے بالمقابل تعویذ کی حرمت ثابت ہے، تو یہ بھی بالکل غلط ہے۔ اس دعاء جیسی غیر شرکیہ دعاء کا لکھنا حرام ہے کسی اضعف ترین سند میں بھی نہیں۔ آخر میں آپ اس کو مشتبہات میں داخل کرنے لگے ہیں جس کا ثبوت آپ نہیں دے سکے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے کی پیدائش کے لئے دو آیات قرآنی لکھ کر دیتے تھے کہ ان کو دھو کر مریضہ کو پلا دو۔ (ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۷۲) اور طبرانی میں یہ زائد ہے کہ کچھ پانی اس کے پیٹ اور منہ پر

چھڑک دو۔ (کنز العمال)

(۴)...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کو منع نہیں کرتی تھیں کہ پانی میں تعویذ ڈال کر وہ پانی مریض پر چھڑکا جائے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۸ / ص ۲۸)

(۵)...... حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس میں کوئی حرج نہ جانتے تھے کہ قرآنی آیات لکھ کر ڈرنے والے مریض کو پلائی جائیں۔

(۶)...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ جو بھی آتا اس کو تعویذ لکھ دیتے تھے۔ حجاج ابن الاسود کہتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے مفتی حضرت عطاءؒ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ہم نے تو نہیں سنا کہ کوئی اس کو مکروہ کہتا ہو، ہاں تمہارے بعض عراقی مکروہ کہتے ہیں۔ (ش) دیکھئے حضرت عطاءؒ بقول بعض جنہوں نے دو سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہزاروں تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی زیارت کی انہوں نے کسی سے تعویذ کی کراہت بھی نہیں سنی چہ جائیکہ حرمت اور شرک ہو نا سنتے۔

(۷)...... ابو عصمہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے تعویذ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: کوئی حرج نہیں جب چمڑے میں ہو۔ (ش)

(۸)...... حضرت عطاءؒ مفتی مکہ مکرمہ سے پوچھا گیا کہ عورت کے گلے میں تعویذ ہے جب حیض آئے تو کیا کرے؟ فرمایا: اگر چمڑے پر لکھا ہو تو اس کو اتار دیا کرے اور اگر چاندی میں بند ہو تو چاہے اتارے چاہے نہ اتارے۔ (ش)

(۹)...... مدینہ منورہ کے جلیل القدر تابعی مفتی و مفسر حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعویذ لکھ کر لوگوں پر لٹکاتے۔ (ش)

(۱۰)...... حضرت امام باقر رحمہ اللہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ چمڑے پر قرآن لکھ کر لٹکایا جائے۔ (ش)

(۱۱)...... بصرہ کے علمی مرکز کے مفتی قرآن کے تعویذ میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (ش)

(۱۲)...... بصرہ کے عظیم تابعیؒ محدث فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید اللہ جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے ان کے بازو پر گنڈا دیکھا۔ (ش)

(۱۳)...... حضرت ضحاکؒ کتاب سے لکھ کر تعویذ بنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جب کہ رفع حاجت اور غسل کے وقت اتار لے۔ (ش)

ان روایات میں ''ش'' سے مراد امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ہے۔

ان اقوال اور ان جیسے دوسرے اقوال کے جواب میں مولانا نے فرمایا ہے: **لا بأس به** کراہیت کے لئے آتا ہے۔ (ص ۵۸) اگر اتنا جواب کافی ہے تو جناب نے **لا بأس بالرقی ما لم تکن شرکا** کا ترجمہ اپنی کتاب صفحہ ۲۲ پر اس طرح کیوں کیا کہ کوئی ممانعت نہیں؟

(۱۴)...... جناب نے خود عالمگیری کی عبارت لکھی ہے: **واختلف فی الاسترقاء بالقرآن نحو ان یقرأ علی المریض الملدوغ اویکتب فی ورق ویعلق او یکتب فی طست فیغسل ویسقی المریض فاباحه عطاء و مجاهد و ابو قلابة وکرهه النخعی والبصری۔** (عالمگیری ج ۵ / ص ۳۵۶) اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کو کسی مریض یاڈسے ہوئے پر پڑھ کر دم کرے یا کاغذ پر لکھ کر گلے میں لٹکائے یا طشت پر لکھ کر دھو کر مریض کو پلائے، ان سب کو عطاء مجاہد اور ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہم نے جائز قرار دیا ہے اور نخعی اور حسن بصری رحمہما اللہ نے ناپسند کیا ہے۔

مولانا دم کے جواز کے قائل ہیں مگر اس جواز کی تلاش متون فقہ میں نہیں کرتے اور نہ ہی فقہاء کے طبقات یاد آتے ہیں لیکن تعویذ کے لئے حضرت متون اور طبقات کی تحقیق پر لگ گئے ہیں اور حضرت عطاء تابعی، حضرت مجاہد اور حضرت ابو قلابہ کو ساتویں طبقہ میں شامل فرمارہے ہیں جن کو دائیں بائیں کی پہچان نہ تھی۔

کتابیں :۔

"اعمال قرآنی" حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ہے اور جب سے لکھی گئی ہے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، یہ مولانا کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ تھی اسلئے پوری جرأت سے اس کا انکار کر دیا کہ یہ حضرت کی کتاب ہی نہیں۔ بہشتی زیور کا انکار بھی شائع فرمادیں، بیاض محمدی، مجربات عزیزی، شفاء العلیل وغیرہ سب کتابیں جو بلا نکیر علماء میں مقبول رہی ہیں ان سب کا بھی انکار کر دیں۔

حرز ابودجانہ :۔

صفحہ ۶۹ پر تو مولانا نے یہ اقرار کیا کہ یہ حرز یعنی تعویذ خود حضور اکرم ﷺ نے لکھا تھا۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

تعویذات برائے حیوانات :۔

حیوانات میں بھی بیماری اور نظر بد وغیرہ لگ جاتی ہے تو جس طرح جائز دوا اور دعاء ان کے لئے درست ہے اسی طرح جائز تعویذ کی بھی کہیں ممانعت نہیں، چنانچہ اس بارے میں حافظ ابن صلاح کا فتویٰ آپ نے خود صفحہ ۷۴ پر لکھا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا جانوروں کے لئے قرآنی تعویذ درست ہے ؟آپ نے فرمایا: یہ مکروہ نہیں ہے اور ترک مختار ہے۔ اس کے جواب میں تو آپ نے کمال ہی کر دیا کہ ابن صلاح مجہول آدمی ہے اس کے فتاویٰ معتبر نہیں۔

ابن صلاح :۔

آپ کا نام عثمان بن مفتی صلاح الدین عبدالرحمٰن بن عثمان کر دی ہے۔ آپ شہر وز کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور مفتی ہیں۔ آپ ۵۷۷ھ میں

پیدا ہوئے۔آپ ابن قدامہ مقدسی کے لائق شاگرد اور مؤرخ ابن خلکان کے استاد ہیں۔امام ابن خلکان فرماتے ہیں کہ آپ تفسیر حدیث اور فقہ پر اپنے زمانہ میں کامل عبور رکھتے تھے،دوسرے علوم وفنون میں بھی آپ کی صلاحیت قابل رشک تھی،آپ کے فتاویٰ صحیح اور قابل قبول ہوتے تھے،آپ اپنے وقت کے امام تھے،پرہیزگار،عقل مند اور کریمانہ اخلاق کے حامل تھے،اصول و فروع میں تبحر تھے،طلب علم میں آپ کی جفاکشی ضرب المثل تھی اور اطاعت و عبادت میں پر جوش اور سرگرم تھے۔آپ نے ۲۵ ربیع الثانی ۶۴۳ھ میں وصال فرمایا،جنازہ جامع دمشق میں پڑھا گیا،عقیدت مندوں کا اتنا ہجوم تھا کہ پہلے کسی جنازہ پر اتنا ہجوم دیکھنے میں نہیں آیا۔(ملخصاً تذکرۃ الحفاظ) مولانا!آپ صحیح حدیث کی جو تعریف طلباء کو پڑھاتے ہیں وہ سب سے پہلے ابن صلاح نے ہی مقدمہ ابن الصلاح میں لکھی ہے۔

محبت کا تعویذ :۔

تولہ اس محبت کے تعویذ کو کہتے ہیں جس میں جادو کیا جائے اور جادو واقعی حرام ہے،ہاں جو جائز حد تک بہشتی زیور یا اعمال قرآنی وغیرہ میں ہیں ان کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔

نشرہ :۔

کسی پر جادو ہو جائے تو اس جادو کا توڑ اگر اسی طرح جادو سے ہی کیا جائے جس میں شیاطین سے استمداد ہو تو یہ واقعی عمل شیطان ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن اگر اس جادو کا توڑ جائز طریقے سے کیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔چنانچہ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے نشرہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے نشرہ کا حکم دیا،میں نے پھر پوچھا کیا میں آپ کی طرف سے اس (جواز) کو روایت بھی کروں ؟ فرمایا : ہاں (ابن ابی شیبہ

ج ۸ / ص ۲۸) لیکن مولانا کے ہاں جائز بھی ناجائز ہے۔

نظر بد کا ایک علاج :۔

احادیث میں آتا ہے کہ جس کی نظر لگی ہو اس کے غسل کے پانی کو اس شخص پر ڈالا جائے جس کو نظر لگی ہے تو نظر بد ختم ہو جاتی ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کا تجربہ بھی کروادیا۔ اس کے جواب میں مولانا فرماتے ہیں : "یہ صرف حضور ﷺ کی خصوصیت تھی۔" (ص ۶۹) مگر اس تخصیص پر دلیل لانا ان کے بس کی بات نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : نظر حق ہے، جب نظر والا آدمی نظر لگانے والے سے غسل کر کے پانی دینے کا مطالبہ کرے تو وہ غسل کا پانی اس کو دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یہی فرمایا کرتی تھیں کہ نظر لگانے والا اعضائے وضو دھو کر پانی دے اور جس کو نظر لگی ہو وہ اس پانی سے غسل کرے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۸ / ص ۵۹) ان احادیث کے خلاف مولانا اپنا قیاس لکھ رہے ہیں کہ یہ پانی مستعمل ہے۔

ماء مستعمل :۔

بہ نیت قربت یا ازالۂ حدث کے لئے جو پانی استعمال کیا گیا ہو وہ مستعمل ہو جاتا ہے، اگر پہلے وضو یا غسل کیا ہوا تھا پھر صرف نظر بد والے کو پانی دینے کیلئے وضو یا غسل کیا تو وہ سرے سے مستعمل ہی نہیں ہو گا اور مستعمل پانی ازالۂ حدث کیلئے استعمال کرے گا تو ازالۂ حدث نہیں ہو گا اور علاج کیلئے مریض غسل کرے گا تو کسی فقہ کی کتاب میں اس کی کراہت مذکور نہیں۔

اجرت کا مسئلہ :۔

جس طرح جائز دوا ایک دنیوی طریق علاج ہے اس پر اجرت لینا جائز ہے، ایسے ہی جائز دم اور تعویذ بھی ایک دنیوی طریق علاج ہے اور اس پر اجرت لینا جائز

ہے اور اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے کیونکہ دنیوی عمل پر اجرت لی گئی ہے، ہاں تعلیم قرآن جس کا مقصد دراصل ثواب آخرت ہے اس کے بارے میں ائمہ ثلاثہ تو اجرت کے قائل ہیں البتہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو جائز نہیں فرماتے تھے کیونکہ یہ عمل آخرت ہے مگر اس زمانہ میں یہ یقین ہو گیا کہ اس طرح تعلیم قرآن ہی ختم ہو جائے گی اور قرآن پاک ضائع ہو جائے گا تو متأخرین حنفیہ نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا، اب اس کے جواز پر امت کا اجماع ہے اور اجماع متأخر اختلاف متقدم کو ختم کر دیتا ہے اس لئے اب اس پر عدم جواز کا فتویٰ دینا خرق اجماع ہے اور اب وہ رائے مرجوح ہے جو بمنزلہ معدوم ہے، یہ خود آپ نے لکھا ہے۔ (ص ۶۰) اب اس اجماع کے بعد امت میں پھر اختلاف ڈالنا کوئی دینی خدمت نہیں ہے۔

فاتحہ کے دم پر اجرت :۔

یہ حدیث نہایت صحیح ہے لیکن مولانا خود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے، قرآن پاک میں ہے : **لا تشتروا بآیتی ثمنا قلیلا** لیکن اختلاف مولوی صاحب کے ذہن کی پیداوار ہے ورنہ مولوی صاحب قیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ تم نے جو دم کر کے بکریاں لی ہیں یہ تو اس آیت کے خلاف ہے اور یہ بکریاں حرام ہیں۔ مولوی صاحب کے خیال میں یہ آیت حضور ﷺ کو یاد نہیں تھی، پھر مولانا نے اس حدیث کا معنی بگاڑنے کی کوشش کی ہے حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب یوں باندھا ہے : **باب فی الاخذ علی الرقیة** (ج ۸ / ص ۵۳) دم تعویذ پر اجرت لینے کا باب امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک جگہ یوں باندھا ہے : **ما یعطی فی الرقیة** (ج ۱ / ص ۳۰۴) اور دوسری جگہ باب یوں باندھا ہے : **باب الشرط فی الرقیة بقطیع من الغنم** (ج ۲ / ص ۸۵۴) اور امام ترمذی رحمہ اللہ

نے باب باندھا ہے : باب ماجاء فی اخذ الاجرة علی التعوید (ج ۲ / ص ۲۶) اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ اس حدیث کو دو جگہ لائے ہیں : پہلے کتاب الاجازة میں باب کسب العلم باندھ کر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے ہیں پھر باب کسب الاطباء باندھ کر یہ حدیث لائے ہیں اور دوبارہ کتاب الطب والرقیٰ میں باب کیف الرقیٰ میں اس حدیث کو لائے ہیں، گویا اس حدیث سے دوا اور دم کی اجرت کا جواز ثابت کیا ہے۔

مولانا کے نزدیک ہر آفت کے لئے ہر زبان میں ہر شخص کیلئے ایسے دم جائز ہیں جن میں شرکیہ کلمات نہ ہوں، تو جو دم قرآنی آیات سے متعلق نہ ہوں اسی طرح نقوش ہندسی کو آپ بھی مانتے ہیں کہ نہ لفظاً قرآن ہیں نہ معناً ان پر اجرت کے حرام اور ناجائز ہونے پر آپ نے کوئی آیت یا حدیث نقل نہیں فرمائی، اس کے بارے میں کوئی آیت یا حدیث ضرور پیش فرمائیں۔ نیز یہ فرمائیں کہ ہر ملک میں آج کل قرآن پاک کی خرید و فروخت ہو رہی ہے کیا یہ لا تشتروا بایٰتی ثمنا قلیلا میں شامل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیونکہ ہر مدرسہ بلکہ ہر گھر والے قرآن خریدتے ہیں، اس کی ضرور وضاحت فرمائیں۔ جو اساتذہ مدارس میں قرآن پڑھا کر یا حدیث، فقہ یا تفسیر پڑھا کر تنخواہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا حرام؟ سکولوں میں دینیات کے اساتذہ اور کالجوں میں اسلامیات کے پروفیسر صاحبان جو تنخواہ لیتے ہیں وہ جائز ہے یا حرام؟

الغرض اس مسئلہ میں صاف بات یہی ہے کہ جس جائز دم اور تعویذ سے انسانوں کو دنیوی فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ ایک دنیوی طریق علاج ہے اور جائز ہے اور اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے، ہاں جہاں یہ دنیوی طریق علاج دین سے ٹکرائے گا مثلاً غیر محرم مستورات سے اختلاط وغیرہ تو وہاں ان عوارض کو بند کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کو خواہ مخواہ دینی احکام میں داخل کرنا اور پھر کبھی سنت وبدعت کی بحث چھیڑنا اس مسئلے سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

سوالات کے جوابات

سوال (۱) ...... حدیث میں تمائم کو شرک کہا گیا ہے ، کیا پھر بھی تعویذ لکھنے ، لکھوانے اور استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

الجواب ...... علامہ قعنبی فرماتے ہیں : وبعضھم یتوھم ان المعاذات ھی التمائم ولیس کذلك (مغرب ج۱ / ص ۱۰۷، تہذیب اللغۃ ج۱ / ص ۲۶۰) کہ بعض لوگوں کو وہم ہو گیا ہے کہ تعویذ تمائم ہی ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سوال اس وہم پر مبنی ہے۔

تمائم کو جو شرک کہا گیا ہے اگر تو اس کے مضمون میں شرک ہے مثلاً غیر اللہ یعنی شیاطین وغیرہ سے استمداد ہے جن میں توسل کا کوئی شبہ نہ ہو تو وہ تمائم شرک اکبر ہیں اور اگر مضمون تو شرکیہ نہیں لیکن اعتماد اس پر ہے اور علت تامہ دفع ضرر کی اسی کو جانتا ہے تو یہ شرک توکل کے خلاف ہے جیسا کہ حدیث میں ریا کو شرک فرمایا گیا حالانکہ ریا ایمان کے [illegible] نہیں بلکہ اخلاص کے خلاف ہے اور جو تعویذ ان دونوں باتوں سے خالی ہو اس کا تمائم سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال (۲) ...... لغت کے مجموعہ کتب میں تمیمہ کی تعریف یہ معلوم ہوتی ہے : ''ہر وہ چیز جو انسان یا حیوان پر لٹکائی جائے جس کا مقصد دفع نظر یا ازالۂ مرض ہو خواہ وہ دھاگہ ہو یا خرزہ یعنی منکا یا سکہ یا لکھا ہوا کاغذ ہو یا ٹھیکرا یا کوئی اور چیز ہو'' تمیمہ کی یہ تعریف صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب ...... تمیمہ تو وہ منکا ہے جس کو وہ لوگ دفع ضرر کے لئے علت تامہ سمجھتے تھے ، پھر مجازاً ان چیزوں پر اطلاق ہونے لگا جن سے دفع ضرر میں علت تامہ کا اعتقاد تھا لیکن اگر تعویذ کو اسباب ضرر میں سے جو درجہ فقہاء نے بتایا ہے موہوب یا موہوم ، یہ سمجھے اور شافی اللہ ہی کو سمجھے تو ایسے تعویذ گنڈے تمائم میں شامل نہیں

اس لئے یہ تعریف ناقص ہے بلکہ اسی وہم پر مبنی ہے۔ تمیمہ جو تم سے بنا ہے اس میں علت تامہ ہو اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

سوال (۳)...... تمائم عام ہے اور عام اپنی عمومیت پر رہتا ہے جب تک شارع کی طرف سے کوئی تخصیص نہ آئے اور یہاں کوئی تخصیص نہیں آئی ہے تو بعض لوگ جو تمائم کی عمومیت سے ان تعویذات کو مستثنیٰ کرتے ہیں جن میں آیات قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنیٰ ہوں تو ان کی بنیاد کیا ہے؟

الجواب...... شارع علیہ السلام نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ آیات قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنیٰ بھی تمائم شرکیہ میں شامل ہیں، ان کو صرف بعض وہم پرستوں نے تمائم شرکیہ میں داخل کیا ہے اور معاذ اللہ اپنی وہم پرستی شارع علیہ السلام کے ذمہ تھوپ دی ہے، اس سے توبہ لازم ہے۔

سوال (۴)...... بالفرض اگر تمیمہ سے خرزہ یا وہ تعویذ مراد لیا جائے جس میں الفاظ شرکیہ لکھے ہوں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے: من تعلق شیئا و کل الیہ۔ یہاں لفظ شے ہر قسم کے تعویذ کو شامل ہے۔

الجواب...... یہ بالفرض اسی وہم کی وجہ سے لکھا گیا ہے جس تعویذ کو محض سبب دفعہ ضرر وہ بھی درجہ سوم کا سمجھا جائے اس کا تمیمہ سے کوئی تعلق نہیں اور من تعلق شیئا کو عام لینا بھی صرف کم علمی کی وجہ سے ہے کہ حدیث کے تمام طرق پر نظر نہیں۔ مشکوٰۃ میں بحوالہ ابو داؤد شیئا کی جائے من تعلق تمیمۃ ہے اور کنز العمال میں حرز ا ہے تو شئ متعین ہو گئی تمیمہ میں وہ بھی خرزہ میں۔

سوال (۵)...... تعویذ کے جواز پر اگر کوئی صحیح حدیث آپ کو معلوم ہو تو برائے کرم باحوالہ تحریر فرمائیں، عام طور پر اس مسئلہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر پیش کیا جاتا ہے لیکن یہ روایت کئی وجوہ سے قابل استدلال نہیں۔

الجواب...... ایک دنیوی طریق علاج کے لئے حدیث صحیح کا مطالبہ ہی غلط ہے، پھر

رقیہ کا استعمال عربی محاورہ میں تعویذ اور دم دونوں پر ہوتا ہے، اس بارے میں جو احادیث جناب نے خود جواز رقیہ پر پیش فرمائی ہیں وہ تعویذ اور دم دونوں کے جواز کی دلیل ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر پر بحث گزر چکی البتہ آپ پر یہ قرض قیامت تک رہے گا کہ غیر شرکیہ تعویذ لکھنا شرک اور حرام ہے، اس پر آپ ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے۔

سوال (۶) ...... اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت قابل استدلال بھی قرار دی جائے تو اصول فقہ کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی قولی حدیث سے اگر صحابی کا عمل متعارض ہو تو ترجیح کس کو دی جائے گی؟

الجواب ...... جو کلمات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھے ہیں کسی حدیث میں حضور ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ پڑھ کر تو پھونک دینا مگر خبردار اسکو کبھی لکھ کر نہ دینا، جب سرے سے ایسی حدیث ہے ہی نہیں تو تعارض کیا اور ترجیح کیسی؟

سوال (۷) ...... اصول فقہ میں ایک اصل یہ بھی ہے کہ النص اذا ورد خلاف القیاس یقتصر علیٰ مورده تو عبداللہ بن عمرؓ کی روایت اگر قابل عمل تسلیم کر بھی لی جائے تو اسے دعاء اسی مرض اور نابالغ بچوں میں منحصر ماننا چاہئے، اس سے ساری دعاؤں کا ساری امت کے لئے لکھنا لکھوانا کیسے ثابت ہوگا؟

الجواب ...... یہی بات غلط ہے، یہ نص خلاف قیاس ہے، اس قیاس کو واضح کر کے پھر اس کا اس کے خلاف ہونا ثابت کیا جائے، دوسرا یہ کہ جب اس کے پڑھنے میں کسی قسم کی تخصیص نہیں وہ عام افادہ کے لئے ہیں تو لکھنے میں بھی وہ عام افادہ ہی باقی رہے گا، کیا ان کلمات سے دم کرنا خاص اسی مرض کے لئے اسی شخص کے لئے اسی دن اور تاریخ کو خاص ہوگا؟ یہ تو بچوں والی باتیں ہیں۔

سوال (۸) ...... اگر کسی چیز کے متعلق حلت و حرمت، فطر و اباحت اور سنت و بدعت کے دلائل متعارض ہوں تو اصول شرع کے اعتبار سے ترجیح کس کو ہوگی؟

الجواب...... جس طرح حرام دوا اور ہے اور حلال دوا اور ہے ان میں کوئی تعارض نہیں، خنزیر حرام ہے اور بکرا حلال ہے ان میں کوئی تعارض نہیں، اسی طرح جائز دم اور ناجائز دم میں کوئی تعارض نہیں، جائز دم جائز ہے اور ناجائز دم ناجائز ہے، اسی طرح جائز تعویذ جائز ہیں اور ناجائز تعویذ ناجائز ہیں ان میں کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔

سوال (۹)...... جو تعویذ آیات قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنٰی پر مشتمل ہو اس کے جواز میں اختلاف ہے لیکن اس کے علاوہ تعویذات کی ساری اقسام مثلاً تولہ (محبت کا تعویذ) ونشرہ (جن نکالنا) وغیرہ بالاتفاق حرام ہیں، اب اکثر وبیشتر تعویذ لکھنے والوں کا حرام اقسام میں مبتلا ہونا ایک خدشہ ہی نہیں بلکہ واقعہ ہے تو کیا مختلف فیہ قسم کے تعویذات کو سدِ ذریعہ کے طور پر ممنوع قرار نہیں دیا جائے گا؟

الجواب...... جو تعویذ آیات قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنٰی پر مشتمل ہو اور اس کو سبب درجہ سوم سمجھے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے، اس کے جواز میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں تولہ محبت کا جادو ناجائز ہے، نشرہ جس سے شیاطین سے استمداد کی جائے عمل شیطان ہے مگر جائز تعویذات سے ان ضرروں کا دفع کرنا قطعاً حرام نہیں۔ اب کتنے ڈاکٹر حرام ادویہ کا استعمال کروا رہے ہیں تو کیا سدِ ذریعہ کے طور پر جائز ادویات سے بھی منع کر دیا جائے گا؟

سوال (۱۰)...... آیت قرآنیہ اور اسماء الٰہیہ کی توہین یقیناً حرام ہے اور تعویذ بنا کر لٹکانے سے ان کی توہین یقینی ہے کیونکہ اکثر لوگ قضائے حاجت، صحبت، جنابت، حیض و نفاس کے حالات میں بھی انہیں پہنے رکھتے ہیں اور چوں اور پاگلوں کے تعویذوں پر گندگی تک دیکھی گئی ہے (اعاذنا اللہ منہ) تو کیا حرام کا سبب حرام نہیں؟

الجواب...... آیات قرآنیہ اور اسماء الٰہیہ کی توہین یقیناً حرام ہے لیکن تعویذ لکھ کر اس کو لپیٹ کر چمڑے میں سی لیا جائے یا چاندی کے تعویذ میں بند کر دیا جائے، اس کے

ساتھ بیت الخلاء چلے جانا وغیرہ اسی قرآن یا اسم الٰہی کی توہین ہے، اسی پر کونسی آیت یا حدیث دلیل ہے؟ یا اس کے توہین ہونے پر فقہاء کے اجماع کی کوئی نص ہو تو وہ پیش فرمائیں اور جو تعویذ آیات پر مشتمل نہ ہو نقوش ہوں یا عجمی الفاظ ہوں وہ تو آپ کے اصول پر درست ہو گئے اور بچوں اور پاگلوں کے علاوہ کسی کے تعویذ باندھنے پر تو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے اور یہ بھی واضح فرمائیں کہ بچے اور پاگل آپ کے نزدیک احکام شرعیہ کے مکلف ہیں؟

سول (۱۱)...... جانوروں کی گردنوں، سینگوں اور دیگر اعضاء میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب...... آپ نے خود ہی ابن صلاح سے اس کا جواز صفحہ ۴۷ پر تحریر فرمایا ہے، جب ان سے دفع ضرر کا ایک ذریعہ دوا کی طرح تعویذ بھی ہے تو جب تک کوئی عارضی محذور شرعی نہ ہو اصل کے جواز میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

سوال (۱۲)...... خیر القرون کے لوگ تعویذ کے متعلق کیا نظریہ رکھتے تھے؟ اور ان کے نزدیک تمائم کا مصداق کیا تھا؟ اور ائمہ مجتہدین کی نظر میں تعویذ کی کیا حیثیت تھی۔

الجواب...... خیر القرون میں رقیہ جس کو عربی محاورہ میں دم اور تعویذ کہتے ہیں عام رائج تھا اور تعویذ کی بھی روایات گزر چکی ہیں۔ خیر القرون کے کسی ایک مفتی نے بھی قرآن پاک، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنٰی کے دم یا تعویذ کو شرک اور حرام نہیں کہا۔ تمائم کا مصداق وہی علت تامہ تھا جو اس کے مادہ میں موجود ہے۔

سوال (۱۳)...... کیا یہ درست ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تعویذ ناجائز تھا جیسا کہ الشیخ سید سابق ہداہ اللہ نے فقہ السنہ (برعکس نہند نام زنگی کافور) میں تحریر کیا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو دلیل باحوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب...... بالکل غلط ہے، آیات قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماء الحسنٰی کے تعویذ کو

کبھی امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناجائز نہیں فرمایا۔ ثبوت مذہب کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں یا تو متون متواترہ میں ہو (اس پر سید سابق کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکا) یا سند ہو (یہاں بھی وہ ناکام رہا) اور جناب نے صفحہ ۳۱ پر تو لکھا ہے کہ نفی کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور اب نفی پر دلیل مانگ رہے ہیں۔

سوال (۱۴)...... تعویذ کا معاوضہ لینا درست ہے یا نہیں، اس کے جواز پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال درست نہیں کیونکہ انہوں نے دنبے کفار سے لئے تھے اور یہاں معاوضہ مسلمانوں سے لیا جاتا ہے، انہوں نے دم کا معاوضہ لیا تھا یہاں تعویذ کا لیا جاتا ہے، اس حدیث کے علاوہ اگر کوئی دلیل ہو تو ضرور تحریر کریں۔

الجواب...... جس طرح دوا کا معاوضہ لینا درست ہے اسی طرح تعویذ کا معاوضہ لینا بھی درست ہے، اگر دوا کافر کو دی جائے گی تو معاوضہ کافر سے لیا جائے گا اور مسلمان کو دی جائے گی تو معاوضہ مسلمان سے لیا جائے گا۔ جب دم کا معاوضہ جائز ہو گیا تو تعویذ کا کس نے حرام کیا؟ مولانا! آپ کے نزدیک تو معاذ اللہ وہ صحابہ کرامؓ قرآن فروش تھے مثل یہود، اسی لئے آپ نے صفحہ ۸۴ پر ان پر یہود کے بارے میں جو آیت آئی لا تشتروا بآیتی ثمنا قلیلا فٹ کر دی ہے۔

سوال (۱۵)...... کیا قرون اولیٰ میں تعویذ کا کام کرنے والوں کا مستقل نام ہوتا تھا (جیسا کہ آج کل عامل ہوتے ہیں) یا نہیں؟ نیز اس زمانے میں تعویذ فروشی کی دکانیں ہوتی تھیں یا نہیں؟

الجواب...... آپ ہی فرمائیں کہ اگر کوئی عامل نہ کہلائے اور تعویذ دے دے تو آپ کو کوئی شکایت ہے؟ یا تعویذ فروشی کی دکان نہ بنائے مسجد میں بیٹھ کر تعویذ لکھ دے تو آپ کو کوئی شکایت ہے؟ اور تعارف کے لئے کوئی نام رکھ لینا جیسے شیخ الادب وغیرہ یہ کس دلیل سے منع ہے؟

سوال (۱۶)..... دلائل شرعیہ چار ہیں، ان میں مولانا تھانویؒ اور علامہ کشمیریؒ کا نام نہیں۔

الجواب..... صراط مستقیم وہ ہے جو انعام یافتگان کی رہنمائی اور تقلید میں طے ہوا۔ اور انعام یافتگان چار جماعتیں ہیں: حضرات انبیاء علیہم السلام، صدیقین جو نبی کے علمی وارث ہیں، شہداء جو دین نبی کی اشاعت کے راستہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرتے ہیں اور صالحین جو عمل میں نبی کے وارث ہیں۔ صراط مستقیم پر رہنے کے لئے جس طرح ان رجال اللہ کی رہنمائی ضروری ہے اسی طرح ان رہزنوں سے بچنا بھی ضروری ہے جو مغضوبین یعنی منعم علیہم کے گستاخ ہیں اور ضالین جو منعم علیہم کے بارے میں غالی ہیں۔ ہم ان حضرات کو منعم علیہم میں مانتے ہیں، یہ اس دور میں صراط مستقیم کے رہبر و رہنما ہیں، قرآن و سنت کے نقوش کا عملی نمونہ ان ہی حضرات کا تعامل ہے۔ علم کتاب و سنت کا اور نمونہ عمل منعم علیہم کا یہی صراط مستقیم کا مدار ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اسی پر زندہ رکھیں اسی پر موت دیں اور انہی کے ساتھ ہمارا حشر ہو، آمین۔

سوال (۱۷)..... اعمال قرآنی، گنجینۂ اسرار وغیرہ میں من گھڑت تعویذ و شرائط ہیں۔

الجواب..... کیا جن ادویات کا نام قرآن و حدیث میں نہیں مگر کتب طب میں اہل فن نے تحریر فرمائی ہیں ان کو آپ جیسے فن ناآشنا کے کہنے سے من گھڑت مان لیا جائے؟ دم کے جواز کے آپ بھی قائل ہیں، جو دم عجمی زبانوں میں ہیں کیا ان سب کو آپ من گھڑت قرار دیں گے؟ کوئی صرف نحو سے ناآشنا صرف نحو کے قواعد کو من گھڑت قرار دینے لگے تو کوئی عقل والا اس کی طرف کان بھی نہیں لگائے گا۔ جناب فرماتے ہیں کہ ادویہ پر قیاس نہ کریں یہ قیاس مع الفارق ہے۔ معلوم ہوا کہ من گھڑت ادویات سے آپ کے ہاں بھی علاج جائز ہے۔ آپ نے قیاس مع الفارق کا لفظ استعمال فرمادیا ہے کہ طلباء پر رعب پڑ جائے کہ حضرت قیاس سے بھی واقف ہیں اور مع

الفارق سے بھی۔ جب دوا بھی ایک دنیوی طریق علاج ہے اور دم بھی ایک دنیوی طریق علاج ہے، اسی طرح تعویذ بھی ایک دنیوی طریق علاج ہے یہ تینوں چیزیں اہل فن کے تجربات پر مبنی ہیں، جب یہ تینوں ہی دفع ضرر کے اسباب ہیں تو پھر ایک دوسرے پر قیاس سے کیا مانع ہے؟ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ آیات کی تاثیر روحانی چیز ہے جس کے ثبوت کیلئے نص کی ضرورت ہے مولانا! آپ نے خود ہی صفحہ ۶۳ پر تحریر فرمایا ہے: "رہا اعمال قرآنی اور گنجینۂ اسرار وغیرہ کتابوں کا معاملہ تو ان میں دم اور تعویذ دونوں چیزیں مذکور ہیں، ہم خذ ما صفا و دع ما کدر پر عمل کرتے ہوئے دم کو لے لیں گے اور تعویذات کو چھوڑ دیں گے۔" مولانا! ان دونوں کتابوں میں جو دم ہیں جو آپ نے لے لینے کا وعدہ فرمایا ہے آپ ہر دم کی ذکر کردہ تاثیر پر نص پیش کرتے جائیں پھر ہم سے تعویذات پر مطالبہ کر لیں۔ اگر دم میں مولانا کے ہاں بھی صرف اہل فن کا یہ تاثیر بیان کر دینا کافی ہے تو تعویذات میں کیوں کافی نہیں؟ اور اس پر بھی کوئی نص پیش فرمائیں کہ تعویذات کی تاثیر امور روحانیہ توقیفیہ میں سے ہے مگر دم کی تاثیر امور روحانیہ محسوسہ تجربیہ میں سے ہے، محض اندھا دھند اور بے مقصد الفاظ استعمال کر دینے سے مسئلہ صاف نہیں ہوا کرتا۔

سوال (۱۸)...... ان کتابوں میں تولہ اور نقوش والے تعویذ بھی ہیں جو بالاتفاق ناجائز ہیں۔

الجواب...... ان تعویذات کو جو ہندسی نقوش میں ہیں کس نص سے ناجائز کہا ہے؟ اور کتنے اہل فن علماء کی کتابوں میں یہ تعویذات متواتر چلے آرہے ہیں مگر کسی ایک بھی اہل فن نے ان کو ناجائز نہیں کہا۔ آپ نے یہ کہاں سے بلا حوالہ لکھ دیا کہ سب کے ہاں بالاتفاق ناجائز ہیں، یہ بالکل غلط بات ہے۔

ہمارے سوالات

(۱)...... شرک کی کیا تعریف ہے ؟اور شرک کی کیا تقسیم ہے ؟ ہر قسم کا حکم کیا ہے ؟

(۲)...... بقول آپ کے اعوذ بعزة الله و قدرته من شرما اجد پڑھ کر دم کرنا عین ایمان ہے مگر اس کو لکھ کر باندھ لینا یا لکھ کر چاٹ لینا دھو کر پی لینا شرک اکبر ہے یہ کس تعریف پر شرک ہے۔

(۳)...... دم اور تعویذ دنیوی طریق علاج ہیں یا یہ احکام دینیہ سے متعلق ہیں ؟ احکام دنیوی اور احکام دینی کی جامع مانع تعریف فرمائیں ؟

(۴)...... بدعت کی کیا تعریف ہے اور بدعت کا تعلق امور دنیوی سے ہے یا احکام دینی سے ؟

(۵)...... حرام کی تعریف کیا ہے ؟ اس کے ثبوت کے لئے کس قسم کی نص درکار ہے۔

(۶)...... جو تعویذ نقوش ہندسی میں لکھے جائیں ان کے حرام اور شرک ہونے پر کون سی نص ہے ؟ اور کن کا اجماع ہے۔

(۷)...... جب رسول اقدس ﷺ کی حدیث آپ نے خود نقل فرمائی ہے کہ جب معوذتین نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے اس کا دم شروع کر دیا اور باقی سب چھوڑ دیئے مگر آپ باقی دم نہیں چھوڑ رہے کیوں ؟

(۸)...... کیا عجمی زبان کے دم جن کو آپ جائز کہتے ہیں ان کے جواز پر امام اعظم رحمہ اللہ کی کوئی نص متون معتبرہ سے آپ پیش فرمائیں۔

(۹)...... آپ صرف ایک آیت یا ایک حدیث پیش فرمائیں جس میں آپ ﷺ نے غیر شرکیہ مضمون کے تعویذ کو حرام فرمایا ہو۔

(۱۰)...... صرف ایک صحابیؓ کا قول پیش فرمائیں جنہوں نے قرآن یا اسماء الحسنٰی کے

تعویذات کو شرک اور حرام فرمایا ہو۔

(۱۱)......احکام دینیہ کے ثبوت کے لئے کتنے دلائل ہیں ؟

(۱۲)......احکام دنیا کے اثبات کے لئے کتنے دلائل ہیں ؟

(۱۳) کیا احکام دنیا میں بھی بعض سنت، بعض بدعت، بعض فرض اور بعض حرام ہیں، باحوالہ جواب دیں۔

(۱۴)...... تعارض کی تعریف کیا ہے ؟ اور اس کی شرائط کیا ہیں ؟

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆